قرآن وسنّت کی روشنی میں
تحریک نسواں کے بنیادی تصورات کا تنقیدی جائزہ

A Critical Analysis of the Basic Concepts of Feminism In the light of the Quran and the Sunnah

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Syedah Tasneem Zahra (Ph.D. Scholar; Department of Islamic Learning; University of Karachi).
Email: elhamqommi@yahoo.com
Prof. Dr. Zahid Ali Zahidi (Department of Islamic Learning, University of Karachi).
Email: zahid980747@gmail.com

Abstract: The feminist movement emerged in the West after the Renaissance. This movement has remained active for a long time for the restoration of the violated rights of women, and today it is not restricted to the West but has spread to the East as well. Western civilization, which is the pioneer of this movement, ostensibly claims rights and respect for women, but in reality it views women as a source of sexual satisfaction and a commodity. On the contrary, Islam has given real respect to women. While examining the basic concepts of feminism in the light of Islamic teachings, it is therefore important to prove that the basic concepts of feminism are not compatible with the Islamic teachings.

Keywords: Woman, Feminism, Islam, Western Civilization.

خلاصہ

تحریک نسواں مغرب میں نشأۃ ثانیہ کے بعد معرض وجود میں آئی۔ یہ تحریک ایک عرصہ سے خواتین کے پائمال شدہ حقوق کی بحالی کے لیے سرگرم عمل ہے اور آج یہ صرف مغرب تک محدود نہیں بلکہ مشرق میں بھی پھیل رہی ہے۔ مغربی تہذیب جو کہ اس تحریک کی علمبردار ہے، بظاہر تو عورت کے لئے حقوق اور احترام کی دعویدار ہے؛ لیکن درحقیقت یہ عورت کو جنسی خواہشات کے حصول کا ذریعہ اور ایک مالِ تجارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اس کے برعکس، اسلام نے عورت کو حقیقی عزت دی ہے۔ لہٰذا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں فیمنزم کے بنیادی تصورات کا جائزہ لیتے ہوئے اس بات کو ثابت کرنا ضروری ہے کہ فیمنزم کے بنیادی تصورات قرآن مجید سے سازگار نہیں اور اس تحریک اور نظریے کے حامی الہامی تعلیمات سے عدم آشنائی کے سبب، کجروی کا شکار ہیں۔

کلیدی کلمات: عورت، تحریک نسواں، اسلام، مغربی تہذیب۔

مقدمہ

Feminism کسی نظریے یا آئیڈیولوجی کا نہیں، بلکہ ایک تحریک کا نام ہے جو یورپ کی نشأۃ ثانیہ (Renaissance)کے نتیجے میں 19 اور 20 صدی عیسوی میں ابھر کر سامنے آئی۔ خواتین کے حقوق کو نظر انداز کرنے ردّ عمل میں اس تحریک میں عورتوں کے لیے مردوں کے برابر سیاسی معاشی اور معاشرتی حقوق مانگے گئے۔ مغرب میں حقوق نسواں کے حامیوں کو "Feminists" کہا جاتا ہے۔[1] آج یہ تحریک مسلمان ممالک اور معاشروں میں بھی جڑیں پکڑ چکی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ قرآن وسنّت کی روشنی میں اس تحریک کے بنیادی تصوّرات کا جائزہ لیا جائے اور ان کی حقیقی حیثیت اجاگر کی جائے۔ تاہم یہ جائزہ لینے کے لئے مقدمہ کے طور پر فیمنزم سے مربوط چند بنیادی تصورات کی شناخت ضروری ہے۔ذیل میں Feminism کے علمبرداروں کے دو عمدہ نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

1۔برابری کا نظریہ

فمینزم کی لغت میں برابری یعنی یہ اس بات کا عقیدہ کہ ہر رنگ و نسل کے تمام انسان چاہے وہ کسی بھی جنس، دین یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، اپنی فکر، حقوق، احترام، مقبولیت، آزادی اور اظہار رائے وغیرہ کے حوالے سے برابر ہیں۔[2] اس طرزِ تفکر کے طرفداروں نے مرد اور عورت کے درمیان تفاوت کے انکار اور اسے مصنوعی اور غیر واقعی قرار دینے کو اپنا نصب العین بنایا ہے۔ ان کے مطابق مرد اور عورت کی عدم برابری کی وجہ، قوانین قدرت نہیں، بلکہ درج ذیل دو عوامل ہیں:

1) معاشرتی آداب ورسوم

فیمنسٹ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان عدم برابری کا منشاء معاشرتی روایات اور آداب و رسوم ہیں۔ انسان اپنی پیدائش کے خالی تختی کی مانند ہر قسم کے خیالات اور فکروں سے خالی ہوتا ہےاور صرف تعلیم و تربیت کے ذریعے سے اس کا ذہن، گوناگوں تفکرات اور اعتقادات سے بھرتا ہے۔[3] فیمنسٹ اس نظریے کے طرفداری میں اس قدر آگے نکل گئے کہ مرد اور عورت کے درمیان ہر قسم کے فرق، حتی کہ ظاہری فرق کو بھی مٹانے کو اپنے منشور میں شامل کر لیا۔ مردانہ اور زنانہ لباس کی یکسانیت، سولہ سنگھار، فیشن، وہ تقریبات و محافل جہاں خواتین کو ایک جنس کے طور پر پیش کیا جاتا ہے،[4] اسی تفکر کے تحت ہے جو کچھ ظالم مردوں اور ان کی روایتی سوچ کا ستم ہے۔[5] بعض فیمنسٹ حضرات کے مطابق عورت، طبیعی طور پر کمزور خلق نہیں ہوئی بلکہ جنسیت کے دقیانوسی تصوّر (Gender stereotype) کی بناپر ہمیشہ مردوں کے مقابل کمزور رہی ہے۔ مثلاً معاشرتی ڈھانچے

میں لباس، ظاہری آرائش، بچوں کے کھلونوں میں لمبے بال، گڑیا، برتن، کچن سیٹ، گھریلو اشیا وغیرہ رسوماتی ذہنیت کے پیش نظر لڑکیوں سے مخصوص ہیں؛ جبکہ اس کے مقابل، گیند، گاڑی، بندوق، اسلحہ وغیرہ جیسے کھلونے لڑکوں سے مختص ہیں۔ یہ معاشرتی رسومات اس امر کا سبب بنیں کہ عورت و مرد کے مابین عدم برابری اور حقوق میں تفاوت ایجاد ہوا۔

2) تحقیر آمیز اظہارِ خیالات

فیمنسٹ حضرات کے مطابق مغرب میں خواتین کے متعلق تحقیر آمیز رائے ان کے مردوں کے برابر نہ ہونے کے نظریہ کی پیدائش کا موجب بنی۔ مثال کے طور پر افلاطون مرد اور عورت کے معاشرتی کردار میں برابری کے خواہاں تو تھے لیکن یہ سوچ بھی رکھتے تھے کہ خواتین، مردوں سے خبیث تر اور طبیعی و فطری طور سے شریر تر ہیں۔ افلاطون کے آثار میں عورت کی شخصیت کی تصویر ایسی کھینچی گئی ہے گویا وہ ایک کپڑا سینے والی یا رسی بننے والی کوئی خاتون ہو۔ وہ تحقیر آمیز زبان سے اور لفظِ عورت کو ایک زبوں حال، کمزور اور ڈرپوک وجود کے معنی میں استعمال کرکے خواتین کو مخاطب قرار دیتا تھا۔[6] اسی طرح ژان ژاک روسو Jean- Jacques Rousseau (1778-1712) بھی عورتوں کی عقل اور ذہانت کو کمتر سمجھتے ہوئے لکھتا ہے: "خواتین عام طور سے کسی ہنر اور فن سے لگاؤ نہیں رکھتیں۔ انہیں اس حوالے سے کچھ بھی نہیں معلوم نہیں کیونکہ ان کے پاس تخلیقی صلاحیتوں اور ان کے رشد کا فقدان ہے۔ وہ صرف آرائش اور سنگھار جیسے معمولی اور سادے کام جن میں خاص فکری دقت اور ذہنی رشد کی ضرورت نہیں ہوتی، انجام دیتی ہیں۔ خواتین میں عالم طبعیت کے اعلیٰ راز، خلاقیت، اور اختراع جیسے بلند عناصر سرے سے ناپید ہیں۔"[7]

اسی طرح کلیسا میں ایک طرف جناب مریمؑ جیسی خاتون موردِ ستش اور تقدیس قرار پائیں تو دوسری طرف جنابِ حواء جیسی خاتون کو گناہ کا مظہر سمجھا گیا۔ کلیسا کے مطابق پروردگارِ عالم کے نزدیک حضرت آدمؑ کے دھوکا کھانے، گناہ میں مبتلا ہونے اور انہیں شیطان کے جال میں پھنسانے کی اصل قصور وار (نعوذ باللہ) جنابِ حواء تھیں۔ قرون وسطیٰ کی ایک معروف مذہبی کتاب آبوت سنہ 1100ء میں تاکید کی گئی ہے کہ "ہم اور تمام نیک پیشہ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عورت کی بدذاتی اور پلیدی، کسی بھی اور پلید سے بدتر اور اس کا غصہ، کسی بھی دیگر غصہ کرنے والے سے بدتر ہے۔"[8] فیمنسٹ حضرات مدعی ہیں کہ عورت مرد کے برابر ہے لیکن مذکورہ بالا دو عمدہ عوامل اس امر کا موجب بنے کہ عورت کو مرد سے پست تر قرار دے دیا گیا۔

2۔ تفاوت کا نظریہ

اس نظریے کے پیروکار فیمنسٹ حضرات نے نظریہ برابری کے ماننے والوں کو افراطی قرار دیا اور خود کی معتدل بنا کر پیش کیا۔ یہ عورت و مرد کے درمیان تفاوت کے قائل ہوئے اور خواتین سے چاہتے تھے کہ وہ ہر حال میں خاتون ہی رہیں۔[9] تفاوت کے طرفدار، نظریۂ برابری کی نفی کرتے تھے۔[10] لیکن خود کو خواتین کے حقوق اور ضروریات کا دفاع کرنے والا قلمداد کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عورت کے لئے مردوں کے مساوی حقوق کے حصول کے بیانیے کا سامنے آنا اس بات کا سبب بنا کہ معاشرے میں مرد محوری (Masculism) ایجاد ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ برابری اور حقوق دہندگی میں حقیقی معیار کو مرد تشکیل دیتے ہیں اور ان دو صنفوں کے درمیان فرق کا انکار کرنے سے عورتیں اس مرد محوری کی جانب اس انداز سے کھنچتی ہیں کہ مردوں سے برابری کے لئے اپنی کئی زنانہ خصوصیات اور قدروں کو نظرانداز کرکے مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں [11] کیونکہ مردوں اور عورتوں کے حقوق میں اصلی معیار مرد ہے۔[12]

3۔ تحریک نسواں کی منطق

بعض فیمنسٹ تحریک نسواں کے اس منطق Logic کی بنیاد پر طرفدار ہیں کہ ان کے مطابق عورت کی بعض زنانہ خصوصیات اس کی مردوں پر برتری کا موجب ہیں۔ جیسا کہ Adrienne Rich(1976) اور Virginea Held(1993) جیسے فیمنسٹ مفکّرین ماں بننے کے تجربے یا بچہ جننے جیسی خصوصیات کو زندگی کے جلوہ اور ساتھ ہی ساتھ خواتین کی اہم خصوصیت شمار کرتے ہیں۔ اسی طرح سے Rich ماں بننے کو ایک اہم اور ناشناختہ شدہ تجربہ سمجھتی ہیں جبکہ Held ماں بننے اور بچہ جننے جیسی خصوصیات کو مردوں کے خواتین سے حسد کا موجب جانتی ہیں اور اسی حسد کی وجہ سے مرد، اپنے اس وجودی خلا کو پُر کرنے کے لئے ثقافتی اور اجتماعی سرگرمیوں میں خود کو مصروف رکھتے ہیں۔[13] فیمنسٹ افراد کے ایک اور گروہ نے بھی مذہبی رجحانات کے تحت اس دنیا میں مفہومِ الوہیت کو عورتوں کی برتری اور اصالت کے لئے علامت شمار کیا ہے۔ اس طرح سے کہ انہیں یقین ہے کہ الہٰ یا مؤنث خدا اکثر تمثیلی طور پر عورتوں کی پوشیدہ طاقت اور تخلیقی قدرت کی طرف اشارہ ہے جو زندگی، بلکہ پوری کائنات کو چلا رہا ہے۔ چنانچہ Luce Irigaray (1987) اس حوالے سے اظہار نظر کرتی ہیں کہ مفہومِ خدا کو فیمنسٹ تفکر میں محفوظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ مفہومِ خدا عورت کی مکمل شناخت کا ضامن ہے۔[14]

تفاوت کے طرفدار فیمنسٹ افراد نے خواتین میں مہربانی کے جذبے، سخت ترین حالات میں بھی گزارا کرسکنا، ایثار، مختلف حالات میں لچکدار طبیعت رکھنا، وغیرہ جیسی خصوصیات کو عنوان بنا کر ایک اور بحث کو اپنے نظریات

میں اضافہ کیا۔ تفاوت کے قائل فیمنسٹ افراد کے نزدیک عورت عموماً انہی خصوصیات کی بنا پر ایسے کاموں کو انجام دیتی ہے جس کی انجام دہی سے مرد عاجز ہوتے ہیں۔ چنانچہ فیمنازم کے بعض طرفداروں کے مطابق، خواتین کی پر سکون، صلح طلب اور عطوفت آمیز طبیعت، مردوں کی پر خشونت، تسلّط پسند اور جھگڑالو طبیعت کے برعکس ہے۔[15] اس گروہ کے نزدیک نسوانی صفات کے ساتھ خواتین دنیا کے جس گوشے میں بھی قدم رکھیں، وہاں کے حساب کتاب کو تبدیل کر سکتی ہیں؛ جنگوں کو صلح میں بدل سکتی ہیں، خشونت، رقابت اور دشمنی کو عطوفت، دوستی اور مہربانی میں بدل سکتی ہیں۔[16]

فیمنسٹ اس بات کے معتقد تھے کہ چونکہ عورتیں، اپنی جسمانی ساخت اور ماں بننے کی وجہ سے ضعیف اور کمزور ہوتی ہیں۔ لہٰذا انہیں قانون حمایت حاصل ہونی چاہیے۔ ایسے قوانین ان کے لئے بننے چاہئیں جو ان کے لئے فائدہ مند ہوں تاکہ عدم برابری وفرق کی وجہ سے مرد و عورت کے مابین پائی جانے والی دوریوں کو سمیٹا جاسکے، برابری کے حالات پیدا ہو جائیں، ترجیحی قوانین کی جگہ برابری کے قوانین لے لیں اور یہ ایسا صرف اس وقت ممکن ہے جب برابری کی بنیاد پر قائم شدہ قوانین مفید اور عادلانہ ہوں۔[17]

تنقیدی جائزہ

اس مقالے کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن وسنّت کی روشنی میں Feminism کی منطق منطقی طور پر قابل قبول نہیں ہے۔ اس دعوی کے اثبات کے لئے ذیل میں "مرد اور عورت میں اشتراک" اور "مرد اور عورت میں تفاوت" کے دو عناوین کے تحت اسلامی تعلیمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

مرد و عورت میں اشتراک

قرآن وسنّت کی روشنی میں مرد اور عورت کی تخلیق اور انسانیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور کسی ایک صنف کو دوسری صنف پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ خلقت انسان سے متعلق بہت سی آیات میں جہاں روح پھونکے جانے کا تذکرہ ہے، کہیں بھی جنسِ مرد کا ذکر نہیں ہوا ہے اور خلقت کو مطلق طور پر انسان کی خلقت اور انسان میں روح پھونکے جانے سے تعبیر کیا گیا ہے: الَّذِی أَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ، ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ (32:7-8) ترجمہ: "جس نے ہر اس چیز کو جو اس نے بنائی، بہترین بنایا اور انسان کی تخلیق مٹی سے شروع کی، پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے نچوڑ سے پیدا کیا۔ پھر اس کی نسل کو بے قدر و قیمت پانی کے نچوڑ سے خلق کیا۔" ایک اور جگہ ارشاد باری تعالی ہے: وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (15:29-28) ترجمہ:

”اور (وہ موقع یاد رکھو) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا: میں سڑے ہوئے گارے سے تیار شدہ خشک مٹی سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں، پھر جب میں اس کی تخلیق مکمل کرلوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ۔“ پس، اسلامی نقطہ نظر سے عورت، مرد کے ساتھ انسانیت میں شریک ہے۔ اسلام، عورت کو مرد کی طرح تین اہم انسانی خصوصیات کا حامل سمجھتا ہے؛ یعنی صاحبِ اختیار، ذمہ دار اور کمالات کی منزلوں کو طے کرنے کی صلاحیت رکھنے والا۔ سورۂ احزاب/آیت 35، سورۂ فتح/آیت 5، سورۂ حدید/آیت 12اور سورۂ تحریم/آیت 11 و 12 سے ان مطالب کو بخوبی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا وہ امور جن سے اثبات ہوتا ہے کہ مرد اور عورت ہر دو گوہر انسانیت سے مزین ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

1) خداشناس فطرت

قرآن اور روایات کی رو سے انسان خواہ مرد ہو یا عورت اسے اپنے خالق کے بارے میں ایک وہبی اور حضوری نوعیت کی آگہی پہلے ہی سے حاصل ہے: وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ، أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ(7:172-173) ترجمہ: ”اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور ان پر خود انہیں گواہ بنا کر پوچھا تھا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا تھا: ہاں! (تو ہمارا رب ہے) ہم اس کی گواہی دیتے ہیں، (یہ اس لیے ہوا تھا کہ) قیامت کے دن تم یہ نہ کہ سکو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے۔ یا یہ کہو کہ شرک تو ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد کی اولاد ہیں، تو کیا اہل باطل کے قصور کے بدلے میں ہمیں ہلاکت میں ڈالو گے؟“ یہ آیت بطور کلی دلالت کر رہی ہے کہ بنی آدم کو ایک ایسے موقعے پر خدائے واحد کی معرفت حاصل تھی جسے آج وہ بھول چکا ہے۔ ایسی معرفت جس کے ذریعے سے انسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ اس آیت کے ذیل میں منقولہ روایات بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں۔[18]

2) دین فطرت کے ساتھ سازگاری

خداوند تعالی نے مرد اور عورت، دونوں کو اس طرح سے خلق فرمایا ہے کہ یہ دونوں اس کے فطری دین کے احکام کے ساتھ مکمل طور پر ہماہنگ اور سازگار ہیں۔ ارشاد پروردگار ہے: فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفاً فِطْرَتَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لا يَعْلَمُونَ (30:30) ترجمہ: ”پس (اے نبی) یکسو ہو کر اپنا رخ دین (خدا) کی طرف مرکوز رکھیں، اللہ کی اس فطرت کی طرف جس پر

اس نے سب انسانوں کو پیدا کیا ہے، (یعنی) اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہے، یہی محکم دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

مذکورہ آیت کے ذیل میں فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡھا کی تعبیر پر توجہ رکھتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہاں مرد اور عورت کی جنس کو اس موضوع میں کوئی دخل حاصل نہیں ہے اور مرد اور عورت اس انسانی خصوصیت کے حامل ہونے میں مشترک ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دونوں کو دین کے احکام اور خدا کے دین کی طرف اپنا رخ مرکوز کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

3) تکریم میں اشتراک

ارشاد خداوندی ہے: وَلَقَدۡ کَرَّمۡنا بَنِی آدَمَ وَحَمَلۡناھُمۡ فِی الۡبَرِّ وَ الۡبَحۡرِ وَ رَزَقۡناھُمۡ مِنَ الطَّیِّباتِ(70:17) ترجمہ: "اور بتحقیق ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا اور ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سواری دی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا کی۔" یہ آیت صراحت کے ساتھ اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ اکرام و تکریم، نوع انسان سے مربوط ہےاور اس حوالے سے مرد یا عورت ہونے میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ باکرامت ہونے کا تعلق، انسانی نوع کی تکوین اور خلقت سے ہے یعنی یہ امر بیان کنندہ ہے کہ نوعِ انسانی، دیگر انواع سے باکمال تر ہے۔[19]

4) حق انتخاب میں اشتراک

یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کے کائناتی تصور میں قدرتِ انتخاب، ایک انسانی خصوصیت ہے اور اس جانب سورہ انسان میں ارشاد ہوا: اِنَّا ھَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّاِمَّا کَفُوۡرًا(3:76) ترجمہ: "بے شک ہم نے اسے [انسان کو] راستے کی ہدایت دے دی ہے؛ چاہے وہ شکر گزار بنے، چاہے کفر اختیار کرے۔" اسی طرح قرآن کریم کی کئی آیات میں مرد اور عورت، دونوں کے حق انتخاب اور اختیار پر تصریح کی گئی ہے اور اس خصوصیت میں مرد اور عورت میں کسی بھی قسم کا کوئی تفاوت نہیں ہے۔[20] ہر انسان اپنے اختیار سے اپنی زندگی کے راستے کا چناؤ کرتا ہے اور اسی پر جوابدہ بھی ہے۔

5) استعداد اور صلاحیتوں میں اشتراک

یہ کہا جاسکتا ہے کہ کمال کے حصول اور اپنے نقائص اور خامیوں کو بر طرف کر سکنا ایسی استعداد ہے جس سے مرد اور عورت، بطور یکساں بہرہ مند ہیں۔ اس حوالے سے جو کچھ قرآن مجید اور روایات سے استفادہ ہوتا ہے وہ اس بات کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ اس طرح کی آیات میں موضوعِ سخن، انسان ہے۔ مرد اور عورت، دونوں میں

مندرجہ ذیل صلاحیتیں بطور مساوی موجود ہیں:

i. **جاودانگی**

اس حوالے سے چند آیات وارد ہوئی ہیں۔ منجملہ: ۔فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ (20:7) یعنی: "پھر شیطان نے انہیں بہکایا تاکہ اس طرح ان دونوں کے شرم کے مقامات جو ان سے چھپائے رکھے گئے تھے ان کے لیے نمایاں ہو جائیں اور کہا: تمہارے رب نے اس درخت سے تمہیں صرف اس لیے منع کیا ہے کہ مبادا تم فرشتے بن جاؤ یا زندہ جاوید بن جاؤ۔" شیطان کی جانب سے آدم سے بہشت جاوداں کا وعدہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی کے اندر جاودانگی اور ہمیشگی کی تمنا موجود ہے۔ یہاں جس نکتے کی طرف توجہ ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ انسان کے اندر یہ تمنا کہیں بھی کسی مخصوص جنس کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ یعنی ہر جگہ بات انسان کی ہے اور یہ دلیل ہے کہ مرد اور عورت، اس میلان اور تمنا میں مشترک ہیں۔

ii. **معرفت طلبی**

متعدد آیات میں مختلف قوتوں جیسے سمع، فوأد وغیرہ کے نام لیے گئے ہیں جن میں انسان کے لفظ کا اطلاق اس امر پر دلیل ہے کہ ان آیات میں خطاب میں کسی جنسی امتیاز کو سامنے نہیں رکھا گیا۔ مثال کے طور پر: إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا (2:76) یعنی: "ہم انسان کو ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا کہ اسے آزمائیں، پس ہم نے اسے سننے والا، دیکھنے والا بنایا۔: اس آیت کے مشابہ متعدد آیات ہماری اسی جانب رہنمائی کرتی ہیں۔

iii. **فضیلت خواہی**

انسانی فضیلتوں کی جانب میلان اور چاہت انسانوں کی کمال طلبی کی حس سے پیدا ہوا ہے۔ عدالت، صداقت، شرم وحیا، اپنے اوپر تسلط و ضبط، مشکلات میں صبر، متانت، وقار وغیرہ جیسی فضیلتوں پر کئی آیات نازل ہوئی ہیں از جملہ: وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (91:8-7) یعنی: "اور نفس کی اور اس کی جس نے اسے معتدل کیا، پھر اس نفس کو اس کی بدکاری اور اس سے بچنے کی سمجھ دی۔" نیز وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ (10:90) یعنی: "اور ہم نے دونوں راستے (خیر و شر) اسے دکھائے۔" کی آیت اور بہت سی دیگر آیات اس بات کی حکایت کرتی ہیں کہ انسان کے اندر فضائل کی جانب رجحان اور رذائل سے اجتناب پایا جاتا ہے اور یہ خصوصیت، انسان کی من حیث الانسان خصوصیت ہے جو مرد اور عورت ہر دو صنف میں پائی جاتی ہے اور خدا ہر

دو گروہوں کو انصاف کے ساتھ مورد لطف اور احسان قرار دیتا ہے۔

iv. قربِ خداوندی

خدا کا قرب، کمال کا اہم ترین مصداق ہے جو انسانوں کا اصلی ترین مقصود ہے۔ یہ استعداد اور صلاحیت کہ انسان خدا کے قریب ہو سکتا ہے، آیات کے مطابق، مشترک طور پر مرد اور عورت میں قرار دی گئی ہے: مَنْ عَمِلَ صالِحاً مِنْ ذَکَرٍ أَوْ أُنْثى‏ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَياةً طَيِّبَةً وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ ما کانُوا يَعْمَلُونَ(97:16) یعنی: " جو نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی ضرور عطا کریں گے اور ان کے بہترین اعمال کی جزا میں ہم انہیں اجر (بھی) ضرور دیں گے۔" علامہ طباطبائیؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت عورتوں کے لئے بشارت ہے کہ خدائے متعال نے ایمان اور اعمال صالح کو قبول کرنے میں مرد و زن میں تفریق نہیں کی ہے۔ قطع نظر اس عقیدے کے جو بت پرست اور اہل کتاب، یہودی و عیسائی، خواتین کے بارے میں رکھتے تھے، اور انھیں تمام یا اکثر دینی امتیازات سے محروم گردانتے تھے، عورتوں کے مرتبے کو مردوں کے مرتبے سے پست سمجھتے تھے اور اسے ایسی حیثیت دیتے تھے جس سے ترقی کرنا اور بلندی ممکن ہی نا تھی۔[21]

v. خلافت الٰہی کا حامل ہونا

زمین میں خدا کا جانشین اور نمائندہ ہونا ان امتیازات میں سے ہے جو انسان کو بقیہ موجودات سے سوا کر دیتا ہے اور اسے خصوصی منزلت سے نوازتا ہے: وَإِذْ قالَ رَبُّكَ لِلْمَلائِكَةِ إِنِّي جاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قالُوا أَ تَجْعَلُ فِيها مَنْ يُفْسِدُ فِيها وَيَسْفِكُ الدِّماءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قالَ إِنِّي أَعْلَمُ ما لا تَعْلَمُونَ (30:2) ترجمہ: "اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا: میں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں، فرشتوں نے کہا: کیا تو زمین میں ایسے کو خلیفہ بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا؟ جبکہ ہم تیری ثنا کی تسبیح اور تیری پاکیزگی کا ورد کرتے رہتے ہیں، اللہ نے فرمایا: (اسرار خلقت بشر کے بارے میں) میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔" بہت سے مفسرین نے اس آیت کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ یہ خلافت، انسانی مقام کے لئے ہے اور حضرت آدمؑ سے مخصوص نہیں ہے اور یہ استعداد، نوع انسان میں ودیعت کی گئی ہے اور جو انسان بھی، اس استعداد کے رشد کے مناسب راستے پر قرار پائے، خلافت کا یہ جوہر، اس کے اندر ظہور پائے گا اس بنیاد پر عورت یا مرد کی جنسیت اس امر میں دخیل نہیں ہے بلکہ معیار، انسان کا جانشین ہونا ہے۔[22]

vi. انحطاط و سقوط

انحطاط اور سقوط کے لحاظ سے بھی مرد اور عورت میں کوئی تفاوت نہیں ہے اور در حقیقت، یہ ایک انسانی خصوصیت ہے۔ اس دعوے پر ہماری دلیل، قرآنی آیات ہیں: قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعاً بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدىً فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكاً وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (20:124-123) ترجمہ: "یہاں سے دونوں اکٹھے اتر جائیں آپ ایک دوسرے کے دشمن رہیں گے پھر اگر میری طرف سے آپ کے پاس کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی اتباع کرے گا وہ نہ گمراہ ہو گا اور نہ شقی۔ اور جو میرے ذکر سے منہ موڑے گا اسے یقینا ایک تنگ زندگی نصیب ہو گی اور بروز قیامت ہم اسے اندھا محشور کریں گے۔"

یہ آیت جو عروج اور انحطاط کو جہاں تمام انسانوں کے لئے شمار کر رہی ہے، وہیں پر اس عروج اور انحطاط کے عامل کو بھی نوعِ انسان میں ایک ہی بیان کر رہی ہے اور وہ خدا کی جانب عدم توجہ یا خدا سے غفلت اور روگردانی کرنا ہے۔ اسی طرح کئی دیگر آیات بھی اس بات کی گواہ ہیں کہ عروج اور زوال کی ان دوراہوں کو طے کرنے کی صلاحیت، انسانوں کے اندر بطور مشترک پائی جاتی ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت اور مرد، یکساں انسانی منزلت کے حامل ہیں اور مخصوص جنسیت عورت کی انسانیت میں کسی قسم کے امتیاز یا نقص کا موجب نہیں ہے۔

مرد اور عورت میں تفاوت

بحث کے اس حصے میں یہ دیکھا جائے گا کہ آیا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی تفاوت بھی ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آیات و روایات کا کلی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت نہ صرف جسمانی اعتبار سے، بلکہ احساساتی، ذہنی، نفسیاتی، اور شخصیت کے اعتبار سے ایک دوسرے سے متفاوت ہیں۔ اسی طرح عادات و اطوار میں جیسے قوتِ تحمل، جذبات کی نوعیت، عقلانیت کی کیفیت اور دیگر امور میں عورت، مرد سے الگ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: أَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ (18.43) ترجمہ: "کیا وہ جو زیور (ناز و نعم) میں پلتی ہے اور جھگڑے میں (اپنا) مدعا واضح نہیں کر سکتی (اللہ کے حصے میں ہے)؟" مفسرین کرام نے اس آیت سے مندرجہ ذیل نکات اخذ کیے ہیں:

1۔ عورتوں کا مردوں کی نسبت احساساتی پہلو زیادہ ہے۔

2۔ عورتیں لفظی حملے میں کمزور ہیں کہ ان میں احساسات اور عواطف زیادہ واضح ہیں۔

علامہ طباطبائیؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: "یقیناً خدائے متعال نے ان دو صفات (ناز و نعم میں پرورش پانا اور استدلال میں ضعیف ہونا) کو عورتوں کے لئے ذکر کیا ہے۔ کیونکہ عورت بحیثیت جنس اپنی طبیعت میں احساسات اور عواطف سے سرشار اور قوتِ تعقل اس میں مردوں کی نسبت کمزور ہے اور مرد بطور جنس، اس کے برعکس ہے۔ عورتوں کی طبیعت کے احساسات اور عواطف سے سرشار ہونے کی روشن ترین علامت، اس کا زیورات اور سنگھار کی جانب رجحان اور شدید میلان ہے اور مقام دلیل و حجت میں اس کی ناتوانی جس کے لئے قوی قوتِ تعقل، درکار ہے۔" [23] علامہ اپنے بیان میں عورتوں کی اصلی خصوصیت، احساسات سے سرشاری اور مردوں کی نسبت قوتِ تعقل میں ضعیف ہونا بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں کہ عورتوں میں یہ دو صفت کا مظہر، زیورات کا ان میں شدید لگاؤ کا ہونا (مَنۡ یُنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَةِ) اور دوسرا، براہین و استدلالات میں اپنے مؤقف کو بیان کرنے میں کمزور ہونا ہے کہ وَهُوَفِي الْخِصامِ غَيْرُمُبِينٍ اس پر دلالت کرتا ہے۔

اس حوالے سے شہید مطہریؒ فرماتے ہیں کہ: "عورتوں میں احساسات کی شدت، مردوں سے زیادہ ہے۔ عورت، مرد سے زیادہ سریع الہیجان ہے۔ عورت طبیعی طور پر زینت، زیور، آرائش، خوبصورت لگنا، فیشن، ماڈل وغیرہ کی طرف تمایل رکھتی ہے۔ مردوں کے برعکس، عورتوں کے احساسات میں ثبات نہیں ہوتا ہے۔ عورت، مردوں سے زیادہ محتاط، مذہبی، پرکلام، ڈرپوک اور رکھ رکھاؤ والی ہوتی ہے۔" [24]

عورت و مرد کے جسمانی، احساساتی، ذہنی اور نفسیاتی فرق کی دلیل کے طور پر ایک اور آیت جو مورد استدلال واقع ہوئی ہے وہ یہ ہے: الرِّجالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّساءِ بِما فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلى بَعْضٍ وَ بِما أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوالِهِمْ فَالصَّالِحاتُ قانِتاتٌ حافِظاتٌ لِلْغَيْبِ بِما حَفِظَ اللهُ وَ اللاَّتي تَخافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَ اهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضاجِعِ وَ اضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبيلاً إِنَّ اللهَ كانَ عَلِيًّا كَبيراً (34:04) ترجمہ: "مرد عورتوں پر نگہبان ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور یہ کہ مرد اپنا مال خرچ کرتے ہیں، پس جو نیک عورتیں ہیں وہ فرمانبردار ہوتی ہیں، اللہ نے جن چیزوں (مال اور آبرو) کا تحفظ چاہا ہے (خاوند کی) غیر حاضری میں ان کی محافظت کرتی ہیں اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو (اگر باز نہ آئیں تو) خواب گاہ الگ کر دو اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) انہیں مارو، پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو ان کے خلاف بہانہ تلاش نہ کرو، یقیناً اللہ بالاتر اور بڑا ہے۔"

کئی مفسرین کی نظر میں مذکورہ آیت، خاندان میں مرد کے انتظامی کردار کو بیان کر رہی ہے۔ اس نکتے کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ مدیریت کی اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے منطقی طرز تفکر اور حالات و واقعات کو معقول انداز سے دیکھنے

سمجھنے کی ضرورت ہے۔اوراس فریضے کو مردوں کے ذمے لگانا، مردوں کے عمومی طورپراس طرز تفکر کا حامل ہونے کی حکایت کرتا ہے کہ وہ انتظامی معاملات کو احسن طریقے سے نبھا سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن کے نقطہ نظر سے مردوزن میں ادراکی تفاوت پایا جاتا ہے۔ کیونکہ خودپر تسلط، ضبط اور اپنے احساسات پر قابو رکھنا، صحیح سوچ کی پہلی شرط ہے اور چونکہ خواتین کا شدت کے ساتھ احساساتی ہونا، حالات کا عقلانی بنیادوں پر جائزہ لینے کے لئے رکاوٹ ہے لہٰذا اس حوالے سے وہ کمزور ہیں۔ لیکن یہاں اگر یہ کہا جائے کہ عورتوں کی نسبت مردوں میں تعقل کی قدرت زیادہ پائی جاتی ہے تو اس میں مرد کی عورت پر برتری نہیں، بلکہ یہ تو اس کی ایک ذاتی خصوصیت ہے؛ جس طرح کہ عورت میں ماں بننے کی ذاتی خصوصیت ہے جو مرد میں نہیں ہے۔[25]

عورت، مرد کے تفاوت کی حکمت

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، اللہ تعالی نے اپنی تخلیق میں عورت اور مرد کے درمیان تفاوت رکھا ہے۔ ہر ایک ، نظامِ تخلیق میں معین شدہ ذمہ داری کے مطابق استعداد اور نفسیات سے مستفید ہے۔ علاوہ ازیں، نظامِ کائنات ایک بامقصد نظام ہے اور اس میں موجود تفاوت بھی ایک مخصوص ہدف کو حاصل کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ لہٰذا اس امر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ خداوند تعالی نے قانونگذاری کے مرحلہ پر عورت اور مرد کے درمیان اس وسیع تفاوت کو مدّ نظر رکھا ہے اور ہر صنف کی لیاقت اور صلاحیتوں کے مطابق، اسے ذمہ داریاں سونپی ہیں۔ اسلام نے عورتوں کی جسمانی اور نفسیاتی کیفیت کو دیکھتے ہوئے بعض ذمہ داریوں کو ان سے اٹھا لیا ہے۔ یہ وہی نکتہ ہے جسے ہمارے مولا امیر المومنینؑ نے اپنے فرزند کو خطاب کرتے ہوئے بیان کیا : لا تملك المرأة من الأمر ما يجاوز نفسها فان المرأة ريحانة ليست بقهرمانة[26] ترجمہ : ”اور وہ کام جو عورت کی طاقت سے باہر ہو، اسے اس کے سپرد مت کرو، کیونکہ عورت، پھول ہے نہ کہ اکھاڑے کا پہلوان۔“ امام علیؑ نے اپنے اس کلام میں عورت کی طبیعت کے حساس اور ظریف ہونے کو بیان کیا ہے اور سخت اور دشوار کاموں کو اس کے حوالے کرنے سے منع کیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عورت و مرد کے درمیان تکوینی تفاوت اُن سے مربوط قانونگذاری میں اثر گزار ہے۔

نتیجہ

مذکورہ بالا بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو ہمیشہ عادلانہ اور عمیق نگاہ سے دیکھا ہے۔ لیکن نظام تخلیق میں چونکہ خداوند تعالی کے مرد اور عورت سے تقاضے متفاوت ہیں لہٰذا اللہ تعالی نے ان میں سے ہر ایک کو خصوصی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور اس نے مرد اور عورت کی صلاحیتوں کو دیکھ کر شریعت قرار دی ہے۔ لہٰذا

تاریخی طور پر عورتوں کے معاشرتی استحصال اور ان کی بدحالی کا ان کے جنسی فرق سے کوئی تعلق نہیں؛ بلکہ درحقیت، خدائی قوانین سے بغاوت اور انحراف ہی اس استحصال کا موجب ہے۔ لٰہذا فیمنسٹ حضرات کے مدّنظر، مرد اور عورت کے درمیان ہر لحاظ سے برابری کی تحریک، علمی تحقیقات کے منافی ہے۔ علاوہ ازیں، عورتوں پر اقتصادی دباؤ میں اضافہ کرنا اور انہیں مردوں کی رقابت میں لاکھڑا کرنے سے عورتوں میں نت نئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں۔ اسی طرح فیمنسٹ حضرات کی طرف سے مرد وزن کے تفاوت کو محض بیولوجیکل تفاوت میں منحصر کردینا غیر قابل قبول ہے۔ کیونکہ ان میں جسمانی تفاوت کے ساتھ ساتھ نفسیات اور شخصیت کا بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام، مردوں اور عورتوں کے ہر لحاظ سے تشابہ اور تمام فرائض میں برابری کا مخالف ہے۔ اگرچہ مرد اور عورت بہت سے امور کی انجام دہی اور حقوق میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں یا ہو سکتے ہیں لیکن بعض فرائض محض ایک ہی جنس کے ساتھ مخصوص ہیں اور اسلام کی بلند و بالا تعلیمات نے ان تمام امور کو مد نظر رکھا ہے۔ بقول شہید مطہریؒ: "اسلام نے مرد اور عورت کے لئے ہر مقام پر مشابہ قوانین وضع نہیں کیے؛ جیسا کہ اسلام نے ہر مقام پر ان کے لئے مشابہ سزائیں بھی وضع نہیں کیں۔ لیکن کیا عورت کے لئے وضع شدہ مجموعہ قوانین، سزائیں اور حقوق، مرد کے لئے وضع شدہ مجموعہ قوانین، سزاؤں اور حقوق سے کم اہمیت کے حامل ہیں؟ یقیناً نہیں۔" [27]

استاد مطہری کے نزدیک، مرد اور عورت کے درمیان صحیح معنی میں مساوات ایجاد کرنے کے لئے ان کے درمیان مشابہت قائم کرنے کی فکر کو ختم کرنا ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں: "جلد بازی میں اٹھنے والی تحریک نسواں کے ذریعے سے جسے ابھی ایک صدی بھی نہیں گزری اور عورت کے تحفظ کے لئے یورپ میں تشکیل پائی، عورت نے بھی کم و بیش مردوں جیسے حقوق حاصل کر لیے لیکن اپنی طبیعی ساخت اور جسمانی و نفسیاتی احتیاجات کے لحاظ سے ابھی تک اسے مردوں سے مساوی حقوق نہیں ملے اس مقصد کے حصول کا تنہا راستہ یہ ہے کہ قانونی مشابہت کا خاتمہ کیا جائے، اور مردوں کے لئے مردوں سے متناسب حقوق جبکہ خود (عورت) کے لئے ان سے متناسب حقوق کا قائل ہوا جائے۔" [28]

سفارشات

1. تمام دانشوروں، بالخصوص مسلمانوں کے لئے تحریک نسواں کے بنیادی تصوّرات کا بغور جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ وہ تحریک نسواں کے حوالے سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

2. اسلام نے مرد اور عورت کو برابر مقام و منزلت عطا کی ہے۔ لہٰذا اسلام کے بیان کردہ عورت و مرد کے حقوق و فرائض ہی عینِ عدالت ہیں۔ ان سے سرپیچی میں دونوں کا استحصال پوشیدہ ہے۔
3. تحریکِ نسواں کے نامعقول مطالبات کے حوالے سے خود صنف نسواں کو ہوشیار رہنے اور ان کو مسترد کرنے کی ضرورت ہے۔

*****

References

1- Merriam Webster,"*Webster's third new international Dictionary of the English language*'s c Marriam company publishers Springfield Massachusetts, 837.

2. Abd al-Rasool, Bayat, Bayat, *Farhang Wajeha* (Qom: Mosaseh Andiseh o Farhang Deni, 1381 AD), 536.

عبدالرسول، بیات، فرہنگ واژہ ہا (قم، مؤسسۂ اندیشہ و فرہنگ دینی، 1381)، 536۔

3. Muhammad Ali Farogi, *Ser-e Hikmat Dar Uropa* (Tehran: Zawar 1344)601.

محمد علی، فروغی، سیر حکمت در اروپا (تہران، زوار، 1344ش)601۔

4. Humerah, Musherzadeh, *Az Jumbish Ta Nazarya Ijtamai*, Tarekh Do Qaran Feminisim (Tehran: Shirazah 1390 AHS), 216,288.

حمیرا، مشیر زادہ، از جنبش تا نظریۂ اجتماعی، تاریخ دو قرن فیمنیزم (تہران، شیرازہ، 1390)، 216-288۔

5. Muhammad, Raza Zebaehi Najeid, Muhammad Taqi Subhani, *Dar Aamida Bar Nazam Shaksiyet Zan Dar Islam, Barasi Maqaisa Dedgha Islam wa Garb* (Qom: Dar ul Noor, 1381 AD), 98.

محمد، رضا زیبائی نژاد، محمد تقی سبحانی، درآمدی بر نظام شخصیت زن در اسلام، بررسی مقایسہ دیدگاہ اسلام و غرب (قم، دارالنور، 1381)، 98۔

6. Suzan, Molar Akren, *Zan Az Dedgha Falsafa Siyasi Garb*, trans. Noorizadah (Tehran: Roshangiran o Mutalat Zanan, 1383 AD), 28.

سوزان، مولر آکین، زن از دیدگاہ فلسفۂ سیاسی غرب، ترجمہ: نوری زادہ، (تہران، روشنگران و مطالعات زنان، 1383)، 28۔

7. Ibid, 182.

ایضاً، 182۔

8. Mohsin haideiryan, *Saramadan Andesha o Adbiyat Az Doran Bastan Ta Aghaz Qaran Bestam*, (Tehran: Nashar Qatar, 1385 AD), 66.

محسن حیدریان، سرآمدان اندیشہ و ادبیات از دوران باستان تا آغاز قرن بیستم (تہران، نشر قطرہ، 1385)، 66۔

9. Humera Musherzadeh, *Az Jumbish Ta Nazarya Ijtamai, Tarekh Do Qaran Feminisim*, 160.

حمیرا مشیر زادہ، از جنبش تا نظریہ اجتماعی، تاریخ دو قرن فیمین ازم، 160۔

10. Ibid, 157, 161, 164.

ایضاً، 157-161-164۔

11. Welford, Rek, *Feminisim, Muqadmah ie Barayed o Lozihai Siyasi*, Tarjuma: M. Qaid, (Qom: Nasher Marhaz 1385) 355.

ویلفورد، ریک، فیمین ازم، مقدمہ ای بر ایدئولوژیھای سیاسی، ترجمہ: م۔ قائد (قم، نشر مرکز، 1385)، 355۔

12. Yazdani Abbas Jandaqe Bahroz, *Feminisim wa Danishai Feminist*, trans. Tehlel wa Naqad Majmoeh Maqalat Dahera tul Marifh Falsafi Rotalejh (Qom: Nashar Daftar Mutaleat Zanan, 1386 AD), 149.

یزدانی، عباس، جندقی، بہروز، فیمین ازم و دانشھای فیمینسٹ، ترجمہ، تحلیل و نقد مجموعہ مقالات دائرۃ المعارف فلسفی روتلیج، (قم، نشر دفتر مطالعات زنان، 1386)، 149۔

13. Khusroh, Baqri, *Mabani wa Falsafi Azam* (Tehran: Daftar Barnama Rezi Ijtamai o Mutalat Farhangi, 1382 AD), 84.

خسرو، باقری، مبانی فلسفی فیمین ازم (تہران، دفتر برنامہ ریزی اجتماعی و مطالعات فرہنگی، 1382)، 84۔

14. Ibid, 85.

ایضاً، 85۔

15. Musherzadeh, *Arjumbish Ta Nazarya-e Ijtamai, Tarekh Do Qaran Feminisim*, 426, 431.

مشیر زادہ، از جنبش تا نظریہ اجتماعی، تاریخ دو قرن فیمین ازم، 426- 431۔

16. Rodghar, Narjis *Tarekhcha, Nazatyat, Gerayishha, Naqd Feminisim* (Qom: Markaz Mudiriyat Huzahaye Elmiyeh, 1388), 136.

رود گر، نرجس، تاریخچہ، نظریات، گرایش ہا، نقد فیمین از م (قم، مرکز مدیریت حوزہ ہای علمیہ 1388)، 136۔

17. Musherzedeh, *Arjumbish ta Nazarya Ijtamai, Tarekh Do Qaran Feminisim*, 162..

مشیر زادہ، از جنبش تا نظریہ اجتماعی، تاریخ دو قرن فیمین ازم، 162۔

18. Ali Ibrahim Qomi, *Tafsīr Qummi*, Vol. 1 (Qom: Iran 1388), 284; Tabatabai, *Al-Mezan*, Vol. 8 (Tehran: Ismailiyan Daru l kitaab alismalamiyah 1368AHS), 306, 231; Muhammad, Taqi Misbah Yazdi, *Marif Quran* (Qom: Mosaseh dar daeh Haq, 1367AHS), 26-47.

قمی، علی بن ابراہیم، تفسیر قمی، ج 1 (قم ایران، 1388)، 284؛ طباطبائی، محمد حسین، المیزان، ج 8 (اسماعلیان، دارالکتب الاسلامیہ، تہران، 1368ش)، 306، 331؛ محمد، تقی مصباح یزدی، معارف قرآن (قم، موسسہ در داہ حق، 1367)، 26-47۔

19. Tabatabai, *Al-Mezan*, Vol. 13, 155. 158.

طباطبائی، المیزان، ج 13، 155- 158۔

20. Ibid, Vol 2, 274.

ایضاً، ج 2، 274۔

21. Ibid, Vol 12, 341.

ایضاً، ج12، 341۔

22. Tabatabai, *Al-Mezan*, Vol 1, 116, 132, Vol. 8, P 46, 48, Vol. 15, P 383, 391; Mustafa, Khumaini, *Tafsīr Al-Quran Al Kareem*,(Tehran: Muasiseh Tanzeem wa nashri Asaar Imam Khumini, 1376AHS) Vol 1, P 269, 314, 344; Muhammad Jawad Mugnia, *Al-Kasif*, (Tehran: Darul kitaab Alislamieh 1424AD)Vol. 1, P 80, Rasheed Raza Muhammad , *Al-Minar* Vol. 1 (Daru Ahya alsarat alarbi 2002), P 285, 264; Sayed Qutub, *Fi Zilal A- Quran*, Vol 1, P 56, 57; Abdullah Jawad Aamli, *Zan Dar Aain-e Jala wa Jamal* (Qom: Asra 1385AHS) P 100.

طباطبائی، *المیزان*، ج 1، ص 116، 132، ج8، ص 46، 48، ج15، ص 383، 391؛ مصطفٰی، خمینی، *تفسیر القرآن الکریم*، (تہران، موسسہ تنظم و نشر آثار امام خمینی، 1376ش) ج 1، ص 269، 314، 344؛ محمد جواد مغنیہ، *الکاشف*، (تہران، دارالکتاب الاسلامیہ، 1424ق) ج1، ص 80؛ رشید رضا محمد، *المنار*، (داراحیا الثرات العربی، 2002) ج 1، ص 285، 264؛ سید قطب، *فی ظلال القرآن*، (دارالشروق، 2008) ج1، ص 56، 57؛ عبداللہ جوادی آملی، *زن در آئینہ جلال و جمال*، (قم، اسرا، 1385) ص 100۔

23. Tabatabai, *Al Mezan Fi Tafseer Al Quran*, Vol. 18, 90.

طباطبائی، *المیزان فی تفسیر القرآن*، ج18، 90۔

24. Abdullah Jawad Aamli, *Zan Dar Aain-e Jala wa Jamal*, 42.

مرتضٰی، مطہری، *نظام حقوق زن در اسلام* (تہران، نسیم مطہر، 1390)، 2064؛ عبداللہ جوادی آملی، *زن در آئینہ جلال و جمال*، 42۔

25. See: Yazdi, *Marif Quran*, *Bakhsh Huqoq*, 2093; Nahj ul Balagh, Letter 14, Saduq, Ibne Babweyh Muhammad b. Ali *Man La Yahzarul Faqih* (Qomu Intisharat Muasiseh Amuzishi O Pajuhishi Imam Khumini, 1391AHS) Vol. 3, 1391, Vol. 5, 437, Suduq, *Al- Khasail* (Asfihan: Markaz Tahqeqt Rayaneh Qaeemeh 1385) Vol. 2, p. 435, Hadith # 58.

یزدی، مصباح، *معارف قرآن*، بخش حقوق (قم، انتشارات موسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی، 1391)، 2093۔ اگرچہ عورتوں کے عقلانی ضعف پر متعدد روایات ہیں از جملہ، *نہج البلاغہ*، خط 14- صدوق، ابن بابویہ، محمد بن علی، *من لایحضرہ الفقیہ*، (تہران، دارالکتب الاسلامیہ، 1385) ج 3، 391 اور ج5، 437؛ صدوقؒ، ابن بابویہ محمد ابن علی، *الخصال*، (اصفہان، مرکز تحقیقات رایانہ ای قایمیہ، 1441 ہجری) ج2، ص 435، روایت 58۔

26. *Nahj Al-Balagha*, trans. Sayad Jaefar Shaheedi (Tehran: Intesharat Ilmi o Farhangi, 1376 AD), Mkhtutat 31.

نہج البلاغہ، ترجمہ: سید جعفر شہیدی (تہران، انتشارات علمی و فرہنگی، 1379)، مخطوطات 31۔

27. Mutahri, Nizam Huquq Zan da Islam, 116.

مرتضٰی، مطہری، *نظام حقوق زن در اسلام*، 116۔

28. Ibid, 123.

ایضا، 123۔